’’جدید شاعری میں محمود سامی البارودی کے نئے رجحانات‘‘

شگفتہ سلطان(ام۔اے ۔ام۔ایڈ ، پی ۔ایچ ۔ڈی اسکالر بی۔یو بھوپال)

خلاصہ(Abstract) : یہ مضمون ہمیں محمو د سامی البارودی کے جدید شاعری میں نئے رجحانات کے بارے میں ایک بہترین تصّو یر پیش کرتا ہے اور اسکالر نے بہت سی ہندوستان کی یونیورسٹیو ں میں جاکر محمود سامی البارودی کے متعلق مواداکھٹا جمع کیا ہے اور یہ رسالہ (Article) تیار کیا ہے۔

العناصر العربۃ فی شعرمحمود سامی البارودی

البارودی نے محمد علی کے دورِ حکومت کے اخیر امام یعنی ۱۸۳۸ء میں بمقام "ایتای البارود" میں آنکھیں کھولیں۔ اور سن بلوغ تک پہنچتے پہنچتے ان کے اہل خاندان پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ زمانے کی روش کا تقاضا ہے کہ البارودی کو فوجی تربیت سے آرستہ کیا جائے بر بنا ایں جوجی اسکول میں داخلہ کر دیا گیا۔ البارودی بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے اس طرح انھیں اپنے پدر بزگوار کی محبت و شفقت سے بہت جلد محروم ہو جانا پڑا۔ تعلیم مکمل ہونے کے بعد کافی عرصہ تک نوکری نہ مل سکی ۔ تو اس عرصہ دراز میں البارودی نے قدیم عرب شعراء کے اکثر دواوین کا مطالعہ کر ڈالا۔ اور وہ قدیم شعراء کے کلام کی لطافتوں ، نزاکتوں،باریکیوں اور گہرائیوں سے مکمل طور پر واقف ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ان کے دور کی شاعری آموی اور عباسی دور کی شاعری کے مقابلے میں بالکل بے جان ہے۔ اس لئے کہ قدیم دور کے شعراء اپنے کلام میں زندگی اور معاملاتِ زندگی کو بڑی اہمیت دیتے تھے نیز وہ خیالات و معانی کے مقابلے میں الفاظ کو ثانوی حیثیت عطا کرتے تھے۔ اس ضمن میں البارودی المتنبی اور ابن الرومی کے قصائد سے بہت زیا دہ متاثر ہو ئے۔
کچھ تو اس حقیقت نے اور زیادہ تر جدید زمانے کے تقا ضوں نے البارودی کی طبیعت کو اس امر کے لئے مہمیز کیا کہ وہ اپنے اشعار میں جدید موضوعات اور معا فی کو جگہ دیں اور اپنے ذہن و دماغ میں پیدا ہونے والے خیالات و افکار کو صدق دلی کے ساتھ الفاظ کا جامہ پہنا ئیں۔

ان کے نزدیک شاعری خیال کا ایک ایسا پرتَو ہے جس کی شعاعیں قر طاس دل پر منعکس ہو کر الفاظ کا پیر ا ھن اختیار کرتی ہیں اور شعر کے ساتھ ساتھ نسل انسانی کی رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتی ہیں۔ البارودی کا سارا کلام نوائے دل کا مجمو عہ ہے جس میں ان کی دل کی دھڑکنوں کی آواز بہت صاف سُنائی دیتی ہے۔

قدیم شاعری کوپڑھنے کے بعد البارودی پر یہ بات عیاں ہوتی گئی کہ قدیم شعری اسالیب ان کے دور کے حالات وا واقعات کا احاطہ کر نے کے سلسلے میں ناکافی ہیں۔لٰہذا و ضاحت وا صراحت کے لئے کچھ ایسے الفاظ و تراکیب کا استعمال ضروری ہے جس سے موجودہ دور کی خصوصیات وا متیازات اچھی طرح ابھر کر سامنے آ سکیں ۔ اس حقیقت کی روشنی میں البارودی نے جدّت خیال اور طرفگی مضامین کے کوچہ میں بے باکی اور جرات مندی سے قدم رکھا۔

دوسری جانب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ میدانِ سیاست میں البارودی کا دل و دماغ ہمیشہ انقلابی رجحانات کے آئینہ دارر ہے ہیں دراصل ان کے یہی انقلابی رجحانات تھے جنھوں نے مصری معاشرے میں انقلابی تبدیلیوں کے لئے انھیں تیار کیا۔

اوروہ
اصلاح احوال کے لئے صدق دلی سے کو شاں ہو گئے۔ نیز انھوں نے ظلم وجبر کے خلاف اپنی آواز کو تیز سے تیز تر کر دیا۔
ڈاکٹر شوقی ضیف نے جہاں اس خیال کا اظہار کیاہے کہ البارودی نے عربی ادب کے قدیم شعری وادبی سرمایہ سے بے انتہا کسب فیض کیا ہے وہیں اس با ت کا بھی اعتراف کیا ہے کہ البارودی کے یہاں عصری آگہی کی علامتیں جا بجا نظر آ تی
ہیں اور ان کی شا عر ی میں نئے سائنسی انکاشافاف کا تذکرہ بڑے خوبصورت پیرایہ میں کیا گیا ہے اس ذمن میں شوقی ضیف نے کا فی کچھ لکھا ہے ۔
اس نہج پر البارودی اپنے ماحول ، اپنے وطن اور اپنے پیش آمد ہ واقعات و خیالات کی سچی تصویر کشی کر تے ہیں ان تمام حقیقت بیا نیوں سے نہ صر ف اپنے زمانہ سے ان کے گہر ے شعور کا ادراک ہوتا ہے بلکہ ان سے نئی ایجادات سے متعلق ان کی واقفیت کا بھی پتہ چلتا ہے وہ ان ایجادات کو انہی تشبیہات وا سیتعارات میں استعمال کر تے تھے مثلاََ ان کا یہ غزلیہ شعر:

وسرت بجسمی کھرباء حسنہ
فمن العروق بہ سلوک تُخبرُ

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عناصر عصر یہ البارودی کی شاعری میں کیسے داخل ہو گئے چناںچہ ہم دیکھتے ہیں نپپولین کی آمد سے ہی درحقیقت عرب دنیا میں جدید ثقافت اور تہذیب و تمدن کے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے بعد مصر کی سرزمین سے ایسے لوگ ابھر کر سامنے آنے لگے جنھوں نے مشرقی ممالک کے اُفق سے تاریکی اور جہالت کے بادل ہٹا دینے کی ممکنہ سعی و کوشش کی۔ اور اس کے بتیجے میں مصر کے لوگوں نے تعلیم و تربیت اور اصلاح و تبلیغ کے کاموں میں خاص دلچسپی لینا شروع کر دی۔ انھوں نے اپنے افکار وخیالات کو منظّم کیا۔ سائنس و تکنا لوجی سے مصر یوں کو روشناس کرنے کی ذمہ داری لی۔ اخبارات وا رسائل جاری کئے۔ متعد د چھاپہ خانے قائم کئے اور اس طرح مصریوں نے مغربی تکنالوجی سے بڑی حد تک فائد ہ اُٹھایا۔ بہر حال جن محر کات نے ذہنی نشوو نما کو جِلابخشنے میں نمایاں کر دار ادا کیا ان میں چھاپہ خانوں کو اولیت حاصل ہے چنانچہ مطبع بولاق کے بعد متعدد ایسے چھاپہ خانے قائم کئے گئے جو قدیم عرب ادباء کی علمی وادبی تحقیقات وا کتسابات کو جدید انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ اس طرح علوم وا ادب کی قدیم کتابوں کو از سر نو پڑھنے کا موقع ملا۔
فرنسیسی علماء و فضلا ء کی آمدہ جماعت نے علمی اور سائنسی سر گر میوں کی مصر میں بنیاد رکھی اور اس کے بعد یہاں کے لوگوں کے ذہنوں میں نئی تہذیب کے اثرات آہستہ آہستہ مرتب ہو تے گئے اور شعراء وادباء کے قدیم اسالیب بیان کو بڑی حد تک ترک کر کے نئے اسلوب اور طر ز نگارش کی طرف توجہ مبذول کی ۔

چنانچہ رفاعہ الطھطاوی کی فرانس کی واپسی کے بعد الوقائع المصریہ کی ادرات کے فرائض سنبھالنے اور اس کے ذریعہ اپنی قوم کو نئی روشنی سے آگاہ کر نے کی کوشش کی ۔ اس طر ح البارودی اور متعد د شعراء نے حقیقت پسندی اور نئی تہذیب کی
روشنی میں اصلاحِ احوال کی طرف توجہ دی۔ ان شعراء نے اپنی قوم کو متواتر عمل اور مستقل جدوجہد کا پیغام دیا اور اپنے حال و مستقبل کی فکر کرنا سکھلایا۔
انھوں نے لوگو ں کے اندر زندگی کا احساس بیدار کیا نیز آہستہ آہستہ خیالات کو بلند ہمتوں اور نظرکو و سیع کر دیا ۔
جن شعرا ء نے اس عظیم تبدیلی میں حصہ لیا اس میں البارودی سرِ فہرست ہیں ان کے بعد شوقی و حا فظ ابراھیم و غیرہ خا ص طورسے مشہور ہیں ۔ان شعراء نے اپنے کلام کے ذریعہ زندگی کے حقائق کی نقاب کشائی کی ۔
بہر حال مختصراََ یہاں یہ با ت و ثوق کے سا تھ کہی جا سکتی ہے کہ زبان عربی پر مغربی اثرات کے پڑنے سے ہی جد ید رجحانات و میلانات کا غلبہ ہو ا اور آہستہ آہستہ مصرکا معیارِ تعلیم بلند ہو نے لگا۔ اور بتدرتج عربی زبان اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حا صل کرنے میں کا میا ب ہو نے لگی اور اس کے ادباء و شعر اء زندگی کے مختلف مسائل پر غوروفکر کر نے لگے اور شہر شہر ۔ گاؤں گاؤں علم وا دب کا چرچا ہو نے لگا ۔ نیز مصرکے عوام رفتہ رفتہ نئے

خیالات سے آشنا ہونے لگے ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عربی ادب نے بدلتے ہو ئے حالات کو اپنے اندر سمونے کی کو شش کی۔ جس کی وجہ سے اس میں نئے نئے اسالیب فن اور اصنافِ سخن کا اضافہ ہوا ۔ مثال کے طور پر ڈراما ، ناول اور صحافت نےعربی ادب میں اپنی خاص جگہ بنالی اسی طرح شعراء نے بھی اپنے کلام میں نئے اصناف کو جگہ دی ۔

مغربی اثرات کے عالم عربی کو چندایسی بڑی تبد یلیوں سے دوچار کیا جن کا دائرہ فوجی اور تکنیکی گوشوں سے نکل کر اقتصادی معاشرتی اور ادبی میدانو ں تک پھیل گیا۔ بہر حال آ خری میدان جس میں مغرمی اثرظاہر ہوا وہ میدانِ ادب تھا۔ اس

طر ح فنون ادب میں آخری فن جو مغرب سے متاثر ہوا فنِ شعرہے ۔ مغربی اثرات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تبد یلیوں نے عربوں کو بہت جلد اس امر پر آبادہ کیا کہ وہ پُر انے بتوں کی پر ستش کر نا چھوڑدیں ۔ شعراء اور اُدباء خا ص طور پر اس میدا ن میں آ گے آئے اور انھوں نے نئے ترانو ں اور نغموں سے دنیا ئے ادب کو نئے گل بو ئے اور حسین وجمیل پیرایوں سے آراستہ کیا ۔ اس ضمن میں البارودی ودیگر شعراء نے یورپی اقوام کی قابلِ رشک تر قی اور ان کے علوم وآ داب کی جدت طرازیوں کو سمجھا۔ جس کے نتیجے میں انھوں نے اپنے نغمو ں نیز اپنے جو ش ، ولو لہ سے قوم کے خوا بیدہ ذہن کو بیدار کیا ۔ اس طرح عربوں کے شعور واحساس میں عزم و ہمت ، پا مردی و جا ں نثاری کی آگ بھڑ کادی۔ مثلاً البارودی کی مشہور و مقبول غزل کا مطلع ہے۔

فیاقوم هموا انهاالعمر فرصة

و فی الدهر عرف جمعة و منافع الخ

اختتام پر اتنا بہت کچھ ہے کہ البارودی رائد الشعراء ہے جس نے عربی شاعری میں جد ید شعرا ء کو ہر صنف میں مکمل رہبری کی۔ اور اپنی شاعری پر جدید صنف کو ایسا داخل کیا کہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ تمام اصناف جدیدہ عربی کی خود کاشت اصناف ہیں۔ یہ کمال علم و ادب کی بہتر ین نشانی ہے۔

کتابیات

کتاب کا نام	مصنف	مطبوعہ
عربی شاعری میں بیوکالا سیکی تحریک	سید سیف الدین احمد	شعبہ عربی کشمیر یو نیورسٹی۱۹۹۲ء
دیوان البارودی	محمود سامی البارودی	مطبع البولاق مصر۔
مسلم ممالک میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش	مولانا ابوا لحسن علی حسنی الندوی	مجلس تحقیقات و نشریات اسلام دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو 1980ء